اسلام میں جہاد

(از مولوی عبد اللطیف صاحب حصاری متعلم رحمانیہ)

اسلام ہی ایک مذہب ہے جو انسانی تہذیب و تمدن کا علمبردار اور فلاح و بہبود بشری کا حامی و مددگار رہے یہی تمام سیرابیوں کا سرچشمہ اور منبع ہدایت ہے جس نے ہر کس و ناکس کو سفرۂ عام سے بہرہ اندوز کیا لیکن باوجود اسلام کے ان اوصاف و خصائص کے مخالفین اسلام اپنی دریدہ دہنی اور کوتہ چشمی سے اسلام کی پاکیزہ اور روشن تعلیم پر اعتراضات کرتے ہیں۔ آج میں جس مسئلہ پر خامہ فرسائی کر رہا ہوں وہ مسئلہ جہاد ہے میں ثابت کرونگا کہ اسلام نے حکم جہاد کیوں دیا۔ جہاد کے معنی لغت میں مشقت کے ہیں لیکن اصطلاح شرع میں یہ ہیں کہ جب کسی قوم کے شعائر مذہبی پر حملہ کیا جاوے اور ان کے مراسم مذہبی کے انہدام میں ہر امکانی قوت سے کام لیا جاوے مختصر یہ کہ ایک ظالم مظلوم قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹانے اور قلع قمع کرنے پر آمادہ ہو جاوے تو ایسے وقت میں اسی مظلوم کو اپنی عزیز زندگی کی حفاظت کیلئے زبردست قوت کا مقابلہ مردانہ وار کرنا چاہیئے۔ مخالفین کی جانب سے کہا جاتا ہے کہ اسلام کو مادہ سلم سے بنایا ہے جسکے معنی ہیں کہ یہ مذہب دنیا میں امن و چین اور سکون و اطمینان کی نشر و اشاعت کیلئے آیا ہے لیکن اگر غائر نظر سے دیکھا جائے تو وہ سراسر فساد و خونریزی پر مبنی ہے جس پر اسلام کا مسئلہ جہاد شاہد عدل ہے لیکن مشہور ہے۔ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ناظرین کرام! جد و جہد حیات یا تنازع للبقا (یعنی دنیا میں زندگی بسر کرنیکے لئے جنگ کرنا ہے) یہ ایک مسئلہ ہے جسکے بغیر کسی نوع کا عام ازیں کہ انسان ہو یا حیوان پرند ہو یا چرند زندہ رہنا دشوار ہے آپ نے دریا میں دیکھا ہوگا کہ چھوٹی مچھلیاں بڑی کا شکار ہو جاتی ہیں کیا آپ نے غور نہیں کیا کہ ایک بڑے درخت کے نیچے ایک چھوٹا درخت اگتا ہے اور بعد ازاں وہ خشک ہو کر راہی عدم ہوتا ہے کیا جنگل میں شیر کو نہیں دیکھتے کہ اپنے آہنی پنجہ سے کمزور جانوروں کو ٹرپ کر جاتا ہے یہ سب مشاہدات بتا رہے ہیں کہ ایک بڑی طاقت چھوٹی کو نیست و نابود محض اسی غرض سے کرتی ہے کہ مبادا کبھی یہ کمزور طاقت قوت پکڑ کر ہماری ہلاکت اور بربادی کا سامان نہ پیدا کر دے غرضیکہ مقصود یہ ہے کہ قدرت نے ہر چیز کی فطرت میں بقائے حیات کیلئے جہاد ودیعت کیا ہے۔ اب ہم بتاتے ہیں کہ مسلمانوں کا کیا جہاد کسی ظلم و ستم کیلئے تھا یا سلطنت و حکمرانی کیواسطے نہیں بلکہ اسلامی جہاد ظلم کو مٹانے کیلئے تھا اور مظلوم قوم کو ظالم کے آہنی پنجہ سے چھڑانے کیلئے جسکو قرآن مجید۔ پارہ ۱۷ سورہ حج میں نہایت وضاحت سے بیان کیا گیا۔ آیۃ اذن للذین یقتلون فی سبیل اللہ بانھم ظلموا ان اللہ علی نصرھم لقدیر۔ الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ الخ اسی آیت سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ مسلمانوں کو حکم جہاد ہوا جب مسلمانوں کو بے خانماں کر دیا گیا اور ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈہائے گئے قرآن مجید میں دوسرے مقام میں فرمایا۔ وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین ○ فرمایا کہ مسلمانو! تم انہیں سے لڑائی کرنا جنہوں نے تم سے کی ورنہ تم ظالم قرار دیئے جاؤگے یہ صرف ہم نے قرآن سے ثابت کیا کہ لڑائی کی ابتداء مسلمانوں کی طرف سے نہیں ہوئی اور جتنی لڑائیاں ہوئیں وہ مدافعانہ ہوئیں نہ کہ ظالمانہ۔